34

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے فرائض کو پوری طرح ادا کرو اور قربانیوں میں استقلال دکھلاؤ

(فرمودہ 17 /اکتوبر 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی سنت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ہی اتار چڑھاؤ کے زمانے آتے رہتے ہیں۔ خصوصاً الٰہی جماعتوں کی ابتدا میں ایسے زمانے کثرت سے آتے ہیں اور بعض دفعہ تو ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ دنیا سمجھتی ہے یہ جماعت ختم ہوگئی لیکن پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن فتنوں کو مٹانے کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں اور لوگ حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ لوگ تو تباہی کے گڑھے پر کھڑے تھے مگر اب تو بالکل امن کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت کی ساری تاریخ اِس بات پر شاہد ہے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی ساری تاریخ بھی اِس پر شاہد ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو مخالفت کے لحاظ سے وہ وقت کیسا خطرناک تھا۔ پھر جب صحابہؓ کی جماعت بڑھنی شروع ہوئی اور نبوت کے چوتھے سال ہجرتِ حبشہ ہوئی تو وہ کیسا خطرناک وقت تھا۔ پھر وہ کیسا خطرناک وقت تھا جب مدینہ کی طرف ہجرتِ اولیٰ ہوئی جس میں کچھ صحابہؓ مکہ کے مشرکین کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ پھر وہ کیسا خطرناک وقت تھا جب آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو مکہ کی ایک چھوٹی سی وادی میں

محصور ہونا پڑا اور مکہ کے رہنے والوں کی طرف سے آپ کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اُس وقت کی مشکلات ایسی تھیں کہ اُن کی تاب نہ لاکر حضرت خدیجہؓ اور آپ کے چچا حضرت ابو طالب فوت ہو گئے جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید صدمہ ہوا۔ پھر وہ کیسا خطرناک وقت تھا جب آپؐ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ پھر جنگِ بدر کا وقت کیسا خطرناک تھا۔ جنگِ اُحد کا وقت کیسا خطرناک تھا۔ جنگِ احزاب کا وقت کیسا خطرناک تھا۔ پھر وہ کیسا خطرناک وقت تھا جب رومی فوج مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑی ہوگئی۔ پھر ارتداد کا وقت آیا تو وہ کیسا خطرناک تھا۔ غرض ہر وقت ایسا تھا جب لوگوں نے یہ سمجھا کہ اب یہ جماعت ختم ہوگئی مگر خدا تعالیٰ نے ہر خطرہ کے بعد اسلام کو اَور زیادہ عروج بخشا۔

اِس طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا تو آپ کو ماننے والے صرف چند آدمی تھے مگر اس کے بعد آتھم کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہوا تو لوگوں پر ایک ابتلا آیا اور انہوں نے سمجھا کہ آپ کی پیشگوئی اپنے ظاہری الفاظ کے لحاظ سے پوری نہیں ہوئی۔ پھر لیکھرام سے آپ کا مقابلہ ہوا تو گو آپ کی پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی مگر ہندوؤں میں آپ کے خلاف جوش پیدا ہوگیا اور انہوں نے آپ کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ اِسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے فتووں کا وقت آیا تو جماعت پر ایک ابتلاء آیا۔ پھر ڈاکٹر عبدالحکیم کے ارتداد کا وقت آیا تو جماعت پر ابتلاء آیا۔ غرض مختلف اوقات میں ایسے زور سے شورشیں اٹھیں کہ دیکھنے والوں نے سمجھا کہ اب یہ لوگ ختم ہو گئے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان سب فتنوں کو مٹانے کے سامان پیدا کر دیئے اور وہ فتنے بجائے جماعت کو تباہ کرنے کے اُس کی ترقی اور عزت کا موجب بن گئے۔ اِسی طرح اب ہو رہا ہے تم دیکھ لو کہ کس کس رنگ میں جماعت کے خلاف شورشیں اٹھیں، فساد ہوئے اور کس طرح لوگوں نے سمجھ لیا کہ اب احمدیت مٹ جائے گی۔ مگر ہر بار بجائے مٹنے کے جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بھی زیادہ ترقی کر گئی۔ جس طرح جنگِ احزاب کے موقع پر منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ مسلمانوں کو پاخانہ پھرنے کے لئے تو کوئی جگہ نہیں ملتی لیکن دنیا میں پھیلنے اور اس کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح ہمارے متعلق بھی بعض ایسے لوگوں نے جن کو طعنے دینے میں مزا آ سکتا تھا عجیب وغریب باتیں پھیلائیں اور انہوں نے ہمیں طعنے دینے شروع کر دیئے۔ مگر آخر اُنہیں شرمندہ ہونا پڑا اور جماعت کو پہلے سے بھی زیادہ

ثبات حاصل ہو گیا۔

غرض سچائی کی ہمیشہ مخالفت ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی۔ سچائی کے معنی ہی یہ ہیں کہ لوگوں کے خیالات کے خلاف بات پیش کی جائے اور جب کسی زمانہ یا ملک یا قوم کے خیالات کے خلاف بات پیش کی جائے گی تو لازماً وہ بات اُنہیں بُری لگے گی۔ ہم امریکہ میں جاتے ہیں تو وہاں جا کر بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو تم اپنا خدا سمجھتے ہو وفات پا چکے ہیں۔ وہ ایک انسان تھے اور سرینگر میں آپ کی قبر ہے۔ ہم وہاں جا کر بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے، اب عیسائیوں کو مسلمان ہو جانا چاہیے۔ ہم انگلستان جاتے ہیں تو وہاں بھی یہی کہتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں اُن کا مخالفت کرنا ایک لازمی امر ہے۔ میں جب انگلستان گیا تو ہماری طرف سے اسلام کی تائید میں کچھ لٹریچر شائع کیا گیا اور جماعت کے دوستوں نے ایک جگہ جہاں سینٹ پیٹر کا گرجا تھا اُسے تقسیم کیا۔ اِس گرجا میں لارڈ اور نواب ہی آتے ہیں۔ جب لٹریچر تقسیم کیا گیا تو بعض لارڈ اور نواب ایسے تھے جنہوں نے آستینیں چڑھا لیں اور لڑنے کے لئے تیار ہو گئے حالانکہ عیسائی خود ساری دنیا میں عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اگر ہم نے اُن کے گرجا کے سامنے اپنا لٹریچر تقسیم کر دیا تو کیا اندھیر ہو گیا۔ لیکن وہ لوگ جوش میں آ گئے اور اس بات کو برداشت نہ کر سکے کہ ہم اُن کے ملک میں اسلام کی تبلیغ کریں۔

دراصل جہاں تک کمزور انسانی فطرت کا تعلق ہے یہ لازمی بات ہے کہ ہماری ہر جگہ مخالفت ہوگی اور جہاں تک عادل حکومت کا سوال ہے ہوسکتا ہے کہ بعض جگہ ایسے افسر ہوں جو کہیں کہ ہم تم سے بے انصافی نہیں ہونے دیں گے۔ اور ایسے مقامات جہاں ہم قلیل تعداد میں ہیں وہاں لوگ ہمیں اپنے خیال میں ایک مچھر یا مکھی کی مانند سمجھتے ہیں۔ جس طرح ایک مچھر یا مکھی مکان کے اندر آتی ہے تو کوئی فلٹ (FLIT) استعمال نہیں کرتا لیکن جب وہی مچھر اور مکھیاں بڑی تعداد میں جمع ہو جاتی ہیں تو لوگ اُن کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اِسی طرح جہاں سچائی کمزور ہوتی ہے وہاں لوگ سچ کے حامیوں کو مکھیاں تصور کرتے ہیں اور اُن کی مخالفت نہیں کرتے لیکن جہاں ہماری جماعت بڑھ جائے گی وہاں لازماً ہماری مخالفت ہو گی۔ اگر امریکہ میں ہماری جماعت کے خلاف اِس وقت کوئی شورش نہیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ ہمیں برداشت کر رہے ہیں بلکہ وہ ہمارے خلاف اس لئے شورش برپا نہیں کرتے کہ وہ سمجھتے ہیں بوجہ قلیلُ التعداد ہونے کے ہم ان

کے لئے کسی خطرہ کا موجب نہیں ورنہ وہ مورمن 1 لوگوں کے خلاف کیوں شورش کرتے ہیں۔ حبشیوں کو وہاں کیوں مار پیٹ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ حبشی تعداد میں زیادہ ہیں اور امریکن لوگ ان سے ڈرتے ہیں۔ لیکن احمدی تھوڑے ہیں اس لئے وہ ہمیں کسی خطرہ کا موجب نہیں سمجھتے۔ وہ ہمیں ہنسی اور مذاق سمجھتے ہیں۔ ورنہ جب ہماری جماعت بڑھ گئی تو لازماً وہاں بھی ہماری مخالفت ہوگی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت قائم ہوئی ہے تو انسان بیشک کہیں کہ ہم اسے ختم کر دیں گے لیکن وہ اسے کبھی ختم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جس چیز کے متعلق خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ بڑھے وہ بڑھ کر رہتی ہے۔ صرف دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کیا ہماری نیتیں خدا تعالیٰ کی نیت سے مل گئی ہیں۔ دنیا میں تغیر تبھی پیدا ہوتا ہے جب انسان کی نیت خدا تعالیٰ کی نیت سے مل جائے۔ لیکن ہماری طرف سے اس بارہ میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے۔ میں نے بالعموم دیکھا ہے کہ جب خطرہ پیدا ہو جماعت بیدار ہو جاتی ہے اور جب امن قائم ہو جائے تو بیٹھ جاتی ہے۔ حالانکہ اگر امن اور خطرہ دونوں حالتوں میں جوش قائم رہے تب ہمیں کامیابی نصیب ہو سکتی ہے۔ اگر جماعت امن میں بیٹھ جاتی ہے اور خطرہ پیدا ہو تو بیدار ہو جاتی ہے تو ہماری کامیابی میں دیر لگ جائے گی۔ کیونکہ اگر ہم سوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہمارے لئے جاگتا ہے تب بھی ہمیں کامیابی نہیں ہو سکتی اور اگر ہم جاگتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو ہماری کمزوریوں کی وجہ سے ہماری طرف توجہ نہیں تب بھی ہمیں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ہماری کامیابی تبھی ہوگی جب ہمارے نیک اعمال کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ بھی فیصلہ کرے کہ اُس نے ہمیں کامیاب کرنا ہے اور ہم بھی بیدار اور ہوشیار ہوں اور اپنے فرائض کو ادا کرنے والے ہوں۔

پس اپنے اندر بیداری پیدا کرو اور قربانیوں میں ایسا استقلال دکھاؤ کہ خدا تعالیٰ کے سامنے تم یہ کہہ سکو کہ ہم نے جہاں قدم مارا تھا اُس سے پیچھے نہیں ہٹے بلکہ آگے بڑھے ہیں۔ دلوں کو بدلنا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب ہم ہر قدم آگے بڑھاتے چلے جائیں گے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے نازل ہوں گے اور اس کی نصرت ہمیں حاصل ہوگی جو ہمیں کامیاب و کامران کر دے گی۔ عیسائیت کو دیکھ لو تین سو سال تک عیسائیوں نے مصائب اور تکالیف برداشت کیں آخر تین سو سال کے بعد ایک بادشاہ کے دل پر فرشتہ کا نزول ہوا اور وہ عیسائی ہو گیا۔ بادشاہ عیسائی ہوا تو اُس ملک کے سب لوگ عیسائی ہو گئے اور ایک دو سال میں سارے یورپ پر ان کا

قبضہ ہو گیا۔ تمہاری تبلیغ کیا ہے؟ تم کبھی یہاں تبلیغ کرتے ہو اور کبھی وہاں تبلیغ کرتے ہو۔ یہ تو صرف جھنڈا کھڑا کرنے والی بات ہے۔ جھنڈا گاڑنا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور جب خدا تعالیٰ جھنڈا گاڑنے پر آتا ہے تو یکدم لوگوں کے دلوں میں ایک بیداری کی لہر پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ہدایت کی طرف توجہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ دیکھو تیرہ سال تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم توحید کے لئے وعظ و نصیحت کرتے رہے مگر لوگ ایمان نہ لائے لیکن فتح مکہ کے بعد قبائل کے قبائل اسلام میں داخل ہونے شروع ہوئے اور چند ماہ کے اندر اندر عرب کی اکثریت مسلمان ہوگئی۔

پس جب خدا تعالیٰ فتح دینے پر آتا ہے تو وہ اس طرح دلوں کو بدل دیتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ تم اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو جس کے بعد خدا تعالیٰ کامیابی دیتا ہے۔ اس سے پہلے تم نہ کسی کی تعریف پر خوشی مناؤ اور نہ کسی کی مخالفت سے گھبراؤ۔

دنیا میں ہمیشہ دو فریق ہوتے ہیں نہ سب لوگ مخالف ہوتے ہیں اور نہ سب لوگ موافق ہوتے ہیں۔ صرف چند لوگ مخالف ہوتے ہیں جو دوسروں کو جوش دلا دیتے ہیں وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جاتے ہیں۔ یہ لوگ اِس قابل نہیں ہوتے کہ ان پر ناراضگی کا اظہار کیا جائے بلکہ اِس قابل ہوتے ہیں کہ ان کے لئے دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے اور انہیں ہدایت دے تا کہ وہ بُرے کاموں سے نجات پا جائیں۔''

(الفضل 14 مارچ 1962ء)

1: **مورمن:** (Mormon) عیسائیت میں احیائے دین کے نظریات پر 1830ء میں جوزف سمتھ کی طرف سے قائم کیے گئے گروپ کا نام۔ جس کی بنیاد ان کے عقائد کے مطابق مورمن کی کتاب میں موجود الہام کی بنیاد پر رکھی گئی۔

(The Concise Oxford Dictionary of Current English)